جارج لیکاف کا ادراکی استعاراتی نظریہ

ایک فکری مکالمہ

پروفیسر علی رفاد فتیحی

استعارہ ایک ایسا معاون لسانی تصور ہے جو کائنات کے مشکل اور پراسرار تصورات کی ترسیل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ادبی زبان ایک استعاراتی زبان ہوتی ہے جو ذہن سے باہر کی دنیا کے تصورات کو استعارے کی مدد سے ذہنی اور خیالی دنیا کے فاصلے کو کم کر دیتی ہے تاکہ اسے قابل فہم بنایا جا سکے۔درحقیقت یہ ایک ایسی انسانی کوشش ہے جو نامعلوم سے فرار کے لیے، اور ظاہر اور باطن (خارجی اور اندرونی فطرت) کو منظّم کرنے اور اسے بامعنی بنانے کی کوشش کرتی ہے۔اگر ہم زبان کو ایک منظّم، خودمختار نظام سمجھتے ہیں تو یہ تجربے کو اپنے حالات کے مطابق اور اپنے طریقے سے تقسیم کرتی ہے اور اس عمل کے دوران اس زبان کو بولنے والوں کے ذہن پر اپنا ایک "سانچہ "مسلط کرتی ہے۔اس کے نتیجے میں، زبان اور تجربہ آپس میں ملتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں چھوڑتے کہ وہ بنیادی طور پر اتنے مربوط ہیں کہ

انہیں شاید ہی دو الگ الگ مخلوقات کے طور پر سمجھا جا سکے۔ زبان اپنے اس عمل کے لیے حقیقت پیدا کرتی ہے، لہٰذا زبان کا اس طرح استعمال بنیادی طور پر اس کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ ایک قسم کی حقیقت سے حقیقت تک پہنچ جائے۔ یہ عمل بنیادی طور پر ایک "عبوری" عمل ہے اور استعارہ کے طور پر اس سلسلے میں لسانی تصورات میں سے ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ استعارہ، ایک لفظ کا معنی، دوسرے لفظ تک منتقل کرتا ہے اور معنی کی توانائی کو ممکن بناتا ہے۔ استعارے کی تفہیم میں ہم مستعار لہٗ اور مستعار منہ پر توجہ کرتے ہیں، مگر ان دونوں کے بیچ کی اس خالی جگہ کو نظر انداز کرتے ہیں، جہاں ایک لفظ کا معنی، دوسرے لفظ سے معنوی توانائی حاصل کرتا ہے۔ یہ اس semantic space کی وجہ سے ممکن ہو پاتا ہے جس کی کوئی متعین حد نہیں ہوتی۔ صفحے پر مستعار لہٗ اور مستعار منہ مذکور ہوتے ہیں، یا صرف مستعار منہ مذکورہ ہوتا ہے مستعار لہ کی اصطلاح اس شے یا شخص جس کے لیے لفظ بہ طورِ عاریتاً لیا گیا ہو۔ جبکہ مستعار منہ کی اصطلاح اس شے یا شخص کے لیے استعمال ہوتی ہے جس سے کوئی لفظ عاریتاً لیا گیا ہو۔ استعارہ میں مستعار لہ اور مستعار منہ کو طرفینِ استعارہ کہتے ہیں۔

لفظ Metaphor (استعارہ) یونانی لفظ Metaphora سے ماخوذ ہے جو خود Meta سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے "پرے" اور Pherein کا مطلب ہے "جیتنا"۔ یعنی اصطلاح metaphor سے مراد لسانی عمل کی وہ مخصوص قسم ہے جس میں کسی شے کے پہلوؤں کو "ماورا" کیا جاتا ہے یا کسی دوسری شے میں منتقل کیا جاتا ہے، اس طرح کہ دوسری شے کو پہلی شے کے طور پر کہا جاتا ہے۔ استعارہ کو ہمیشہ مجازی زبان کی اہم شکل سمجھا جاتا رہا ہے۔ گویا مجازی زبان ایک ایسی زبان

ہے جس کے ظاہری مطلب کی اہمیت نہیں ہوتی کیونکہ اس جملے کو مختلف معنوی شکلوں میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔ یہ منتقلی ماورائی شکل اختیار کرتی ہے، اور اس کا مقصد ایک نئے، وسیع تر، مخصوص یا زیادہ درست معنی کو حاصل کرنا ہے۔ ''ترسیل" کی مختلف شکلوں کو ادبی صنعتیں یا اجازت شدہ اقسام کہا جاتا ہے۔ یعنی زبان کی گردش حقیقی معنی سے مجازی معنی کی طرف ہوتی ہے۔ یونانیوں کو اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ زبان انسان کی سب سے نمایاں خصوصیات میں سے ایک ہے، یہاں تک کہ انہوں نے انسان کی تعریف کے لیے زبان کا استعمال کیا۔ ان کے مطابق انسان بولنے والا جانور ہے اور سوچنے کی یہ صلاحیت انسان کو دوسرے جانوروں سے ممتاز کرتی ہے۔ ارسطو کے مطابق زبان کی تکنیک کو تین الگ الگ زمروں میں تقسیم کیا گیا ہے: (۱) منطق، (۲) بیان بازی اور (۳) شاعری۔ ان تینوں زمروں میں فرق زیادہ تر استعارے کی وجہ سے ہے۔ شاعری استعارے سے بہت فائدہ اٹھاتی ہے کیونکہ یہ تقلید کے عمل سے بہت زیادہ تعلق رکھتی ہے، اور اس کی خصوصیت اظہار میں "تمیز" کی تلاش ہے۔ لیکن منطق اور بیان بازی کا ہدف بالترتیب "وضاحت" اور "انکار" ہے، اور اگرچہ دونوں مخصوص اثرات پیدا کرنے کے لیے استعارہ کا استعمال کر سکتے ہیں، لیکن وہ بنیادی طور پر نثر کے وسیلے اور "روایتی" تقریر کے ڈھانچے سے نمٹتے ہیں۔ ارسطو استعارے کو زبان کے روایتی طریقوں سے لاتعلقی کے طور پر دیکھتا ہے۔ ان کے خیال میں استعارہ زبان میں ایک قسم کا "اضافہ" ہے، یہ متنبہ کرتا ہے کہ استعارے کے استعمال میں مبالغہ آرائی روایتی زبان کو شاعری سے بہت زیادہ تشبیہ دے سکتی ہے، اور واضح طور پر کہتا ہے کہ یہ راستہ کہیں نہیں جاتا۔ ارسطو کے لیے، عجیب وغریب الفاظ صرف ہمیں الجھاتے ہیں۔ روایتی الفاظ بھی ہمیں صرف وہی

پہنچاتے ہیں جو ہم پہلے سے جانتے ہیں۔صرف استعارہ ہی کچھ نیا حاصل کر سکتا ہے۔ درحقیقت استعارہ سیکھنے کے عمل کا حصہ ہے۔

استعارے کا کلاسیکی نظریہ: زبان اور استعارے کا کلاسیکی نقطہ نظر استعارے کو زبان کا "لازمی حصہ" سمجھتا ہے۔ایک صنعت جسے زبان میں متعارف کرایا جا سکتا ہے تاکہ خصوصی اور پہلے سے طے شدہ اثرات حاصل کیے جا سکیں۔ یہ اثرات زبان کو اس کا بنیادی مقصد حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں، جو "عالمگیر حقیقت" (Universal Truth) کو بے نقاب کرنا ہے جس سے آگے کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جسے رومانوی بھی کہا جا سکتا ہے اور استعارے کے کلاسیکی نظریہ کے مطابق استعارہ زبان سے الگ نہیں ہے۔تخلیقی زبان لازمی طور پر استعاراتی ہوتی ہے، کیونکہ یہ بالآخر عمل اور ردعمل کی حتمی پیداوار ہوتی ہے۔لفظ کو اس کے غیر حقیقی معنی میں استعمال کرنے کے ساتھ حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان مماثلت اور مشابہت میں دلچسپی ہوتی ہے جو حقیقی معنی کی مرضی کو روکتی ہے۔یعنی ایسا استعارہ جس میں دوستونوں میں سے ایک (مماثل یا مشابہ) کو چھوڑ دیا گیا ہو۔ استعارہ درحقیقت ایک جامع اور جامع استعارہ ہے؛ یہ صرف "مماثل" باقی ہے۔ اس کے علاوہ، تشبیہ میں شاعر دو مظاہر کی مماثلت کا دعویٰ کرتا ہے۔لیکن دونوں کے ایک ہی دعوے کے استعارے میں یہ دونوں خصوصیات استعارے کو تشبیہ سے زیادہ فنکارانہ اور تخیلاتی بناتی ہیں۔ استعارے کا کلاسیکی نظریہ کے مطابق ہر استعارے کے تین ستون ہوتے ہیں: استعارہ (تماثیر میں ایک جیسا)، استعارہ (مماثل)، اور جامع (تخلص)۔ استعارے کی اس اہمیت کے پیش نظر جارج لیکاف اور مارک جانسن نے ادراکی استعارہ تھیوری کا نظریہ پیش کیا۔

ادراکی استعاراتی نظریہ (Cognitive Metaphor Theory- CMT):

ادراکی استعارہ تھیوری کی ابتدا جارج لیکاف اور مارک جانسن کی کتاب میٹافورس وی لیو بائی (Metaphors We Live By 1980) سے ہوئی۔ادراکی استعارہ کا یہ نظریہ استعارہ کو زبان میں محض ایک آرائشی آلے کے طور پر نہیں پرکھتا بلکہ ساخت اور تخلیق نو کے لیے ایک اہم جز سمجھتا ہے۔استعارہ ہماری سوچ کو بنیادی انداز میں اینکوڈ(encode) کرتا ہے۔ یہ بنیادی حقائق کے بارے میں ہمارے تصورات کو تشکیل دیتا ہے اور روزمرہ کے تعاملات کے بارے میں ہمارے نقطہ نظر سے آگاہ کرتا ہے۔ اکثر ان کے گہرے اثر و رسوخ کو تسلیم کیے بغیر بھی استعاراتی تصورات ہماری زندگیوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ استعارے کو پرکھنا ذہن کو پرکھنا ہے۔فریڈرک نطشے اور حال ہی میں، میکس بلیک اس نظریہ کے قابل ذکر فلسفیوں میں شامل ہیں۔استعارے کے نظریات کا ایک حالیہ جائزہ گبز (Gibbs 2008) کی ترتیب دی گئی کتاب میں بھی پایا جاتا ہے۔ جارج لیکاف اور مارک جانسن کی کتاب، میٹافورس وی لیو بائی (Metaphors We Live By 1980) میں جارج لیکاف اور مارک جانسن نے اس تصور کو پیش کیا کہ استعارہ اس تصوراتی نظام کی بنیاد رکھتا ہے جس کے مطابق ہم سوچتے اور عمل کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، انسانی سوچ کی نوعیت استعاراتی ہوتی ہے، گویا استعارہ وہ عینک ہے جس کے ذریعے ہم اپنے اردگرد کی دنیا کو دیکھتے ہیں۔ ہمارے تجربے کے ہر پہلو کو استعاروں سے ڈھالا جاتا ہے۔ہم شاید اس بات سے واقف نہیں ہوتے کہ استعارے انسانی کاروبار کے تمام متنوع انداز کی گفتگو میں غیر واضح طور پر چھپے

ہوتے ہیں۔

1873 میں فریڈرک نطشے نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ "استعارے کی تشکیل کی ڈرائیو"، "بنیادی انسانی ڈرائیو ہے۔" فریڈرک نطشے نے ادراک کے بنیادی ڈھانچے کو سمجھایا۔ استعارہ ہمیں نہ صرف ایک چیز کو دوسری چیز کے لحاظ سے بیان کرنے کی اجازت دیتا ہے بلکہ ایک چیز کو دوسری کے لحاظ سے سمجھنے کی اجازت دیتا ہے۔ نطشے کا خیال تھا کہ "استعارے کے ادراک کے کوئی حقیقی ادراک نہیں ہے،" (رومانو، 2003) کیونکہ ہم تجریدی ڈومین ("ٹارگٹ") کے کچھ جز کو سمجھنے کے لیے زیادہ ٹھوس، مزید مجسم ڈومین ("ماخذ") سے متعلق معلومات کا استعمال کرتے ہیں۔ استعاراتی اظہار کی لامحدودیت جو تحریری اور بولی جانے والی زبان میں پھیلی ہوئی ہے اسے تصوراتی استعارہ کہا جاتا ہے، جو ماخذ اور ہدف کے عناصر کے درمیان نقش کاری (mapping) کے ایک مربوط سیٹ کی وضاحت کرتا ہے۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ماخذ کے بارے میں قیاس کے نمونے کس طرح ہوتے ہیں اس پر حکمرانی کرنے والے عمومی اصول ہیں۔ جب استعاراتی تاثرات استعمال کیے جاتے ہیں تو ہدف کے بارے میں استدلال کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

خاص طور پر Kövecses (2010a) اور لیکوف اور جانسن (1980) کی تحقیق کی اشاعت کے بعد سے، ایک بڑی تعداد میں ادراکی استعارہ تھیوری پر تحقیق کی گئی جس نے ادراکی استعارہ کے فلسفیانہ اساس کی نہ صرف تصدیق کی، بلکہ اس میں ترمیم و اضافہ کیا۔ ان نئے خیالات کے ماخذ لیکاف اور جانسن خود تھے۔ اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے یہ واضح ہے کہ جسے آج ہم ادراکی استعارے کے نظریہ کے طور پر جانتے ہیں وہ استعارے کے اس نظریہ کے مترادف نہیں ہے جسے

لیکاف اور جانسن نے اپنی کتاب میٹافورس وی لیو بائی (We Live By Metaphors1980) میں پیش کیا تھا۔ادرا کی استعارہ تھیوری(سی ایم ٹی) کے بہت سے ناقدین غلط طور پر یہ فرض کرتے ہیں کہ ادرا کی استعارہ تھیوری اور لیکاف اور جانسن کی کتاب میٹافورس وی لیو بائی(We Live By 1980 Metaphors) کی اضافی شکل ہے۔

استعارہ زبان میں موجود ہے کیونکہ اس کی ابتدا فکر سے ہوتی ہے۔ لیکاف اور جانسن (Metaphors We Live By 1980) کے اس اہم تصور کو متعارف کرانے سے پہلے استعارے کا روایتی نظریہ بالکل مختلف تھا۔ روایتی نظریہ میں یہ فرض کیا جاتا تھا کہ استعارہ بنیادی طور پر ایک لسانی نمونہ ہے، اور یہ تصورات کے بجائے الفاظ کا معاملہ ہے۔ استعارے کی تصوراتی نوعیت کے نظریہ کو اب تجرباتی ثبوت کے ایک مضبوط جسم کی حمایت حاصل ہے اور کوگنیٹو (Cognitive) علوم میں اسے وسیع پیمانے پر قبول کیا جاتا ہے۔ اس ماڈل پر ہم تجریدی ہدف کے ڈومین کے بارے میں استدلال کرنے کے لیے منظّم نقشہ کاری (mapping) کا استعمال کرتے ہیں جسے استعاراتی نقشہ جات کہتے ہیں۔ یہ نقشہ کاری نہ صرف ادبی زبان کے شاعرانہ تاثرات پر لاگو ہوتے ہیں بلکہ عام، روزمرہ کی زبان پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔ ایک تصوراتی استعارہ فرض کرتا ہے کہ :

A is B

ہدف ماخذ ہے۔

ایک ادرا کی استعارہ تجربہ کے ایک حلقہ اثر (ڈومین) جو بالعموم تجریدی ہوتا ہے کو دوسرے حلقہ اثر (ڈومین) جو عام طور سے ٹھوس ہوتا ہے سمجھنے کی کوشش کرتا

ہے۔کوگنیٹولسانیات میں،اس تصوراتی حلقہ اثر (ڈومین) کوجس سے ہم کسی دوسرے تصوراتی ڈومین کو سمجھنے کے لیے درکار استعاراتی تاثرات تلاش کرتے ہیں، اسے ماخذیا سورس حلقہ اثر (ڈومین) کہا جاتا ہے۔اور وہ ادراکی ڈومین جس کی سورس حلقہ اثر (ڈومین) کی مدد سے تشریح کی جاتی ہے ہدف حلقہ اثر (ڈومین) کہلاتا ہے۔ "اس طرح زندگی ایک سفر ہے "میں سفر کا ماخذ ڈومین عام طور پر زندگی کے ہدف ڈومین کی وضاحت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔مزید وضاحت کے لیے ادراکی استعارہ "خیال خوراک ہے"(Idea is Food) پرغور کریں تو یہ استعارہ لسانی تاثرات کی ایک صف کوزیر کرتا ہے۔اور خیال یا سوچ کوکھانا تیار کرنے کے طور پرپیش کرتا ہے

آدھاسینکاہوا خیال (half cooked)	آپ کے اس آدھے سینکے ہوئے خیال کوہضم کرنامشکل ہے
ہضم کرنا (digest)	"اس خبرکوہضم ہونے میں وقت لگے گا"
نگلنے کےطور پریقین کرنا (swallow)	کیامیں آپ کی ہر بات کونگل لوں؟
کھانا کھلانے کےطور پر (feed)	ہمیں اس کوتمام معلومات سپون فیڈ کرنا پڑتا ہے
	وہ اپنے ریمارکس کوشوگرکوٹنگ کرنے کے لیے جانا جاتا تھا
	کانفرنس کو براہ راست سیٹلائٹ فیڈ پرنشر کیا گیا تھا

غیرطبعی حقیقت، خیالات کے دائرے سے متعلق اس معاملے میں، اس معاملے میں خوراک کے ایک منظّم، واضح طور پر بیان کردہ علم کے زمرے کی منطق کے مطابق تصور کی جاتی ہے۔اس طرح کے علمی آپریشن لاشعوری اور خودکار ہوتے

ہیں۔(لیکاف اینڈ جانسن،1980،28)۔

اس دعوے کی صداقت اس بات پر منحصر ہے کہ جب استعاراتی تاثرات کا استعمال کیا جاتا ہے تو کس طرح عام اصول کسی ہدف کے بارے میں اندازہ لگانے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ یہ بات اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ جو چیز تصوراتی استعارہ کی تشکیل کرتی ہے وہ الفاظ یا نحوی جز نہیں بلکہ وہ اونٹولوجیکل نقش کاری(Ontological mapping)ہے جو دو حلقہ اثر (ڈومینز) میں ایک منطقی ربط پیدا کرتی ہے۔مثال کے طور پر ادرا کی استعارہ LOVE IS A JOURNEY ایک استعاراتی منظر نامے کا اظہار کرتا ہے جس میں محبت کرنے والے ایک ساتھ سفر کرنے والے مسافر ہیں، ان کا رشتہ گاڑی اور ان کے مشترکہ زندگی کے مقاصد ایک منزل ہیں۔سفر رکاوٹوں سے بھرا ہو سکتا ہے اور مستقبل کے سفر کی سمت کے بارے میں انتخاب کا سامنا کرنے پر مسافروں کو ایک چوراہے کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔محبت کے ٹارگٹ ڈومین میں عناصر بشمول محبت کرنے والے، ان کے مقاصد، ان کے چیلنجز، اور ان کے تعلقات سفر کے ماخذ ڈومین کے عناصر سے منظّم طریقے سے مطابقت رکھتے ہیں (بشمول مسافر، منزل، کانٹے یا چوراہے، اور گاڑی)۔ محبت کو تصور کرنے کا یہ متفقہ طریقہ بہت سے مختلف لسانی تاثرات میں پایا جاتا ہے:

کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل
کوئی ہماری طرح عمر بھر سفر میں رہا
احمد فراز

زندگی یوں ہوئی بسر تنہا

قافلہ ساتھ اور سفر تنہا

گلزار

مجھے خبر تھی مرا انتظار گھر میں رہا
یہ حادثہ تھا کہ میں عمر بھر سفر میں رہا

ساقی فاروقی

سفر میں دھوپ تو ہوگی جو چل سکو تو چلو
سبھی ہیں بھیڑ میں تم بھی نکل سکو تو چلو

ندافاضلی

ڈر ہم کو بھی لگتا ہے رستے کے سناٹے سے
لیکن ایک سفر پر اے دل اب جانا تو ہوگا

جاویداختر

استعارہ محبت ایک سفر ہے، سے ہماری ثقافتی ہم آہنگی ہے لہذا اس کی جمالیاتی توسیع کوفوری طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔تصوراتی استعارے کی تمام صورتوں میں، چاہے وہ واقف ہوں یا نئے، غیرہستیوں کوہستیوں کےطور پر ظاہر کیا جا تا ہے، جن کا حوالہ، درجہ بندی، مقدار، تنازعہ، اور دوسری صورتوں میں عقلی طور پر اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔(لیکاف1992)

ادرا کی استعارے مشترکہ زبان کا حصہ ہیں اور ثقافت کے ارکان کے ذریعہ مشترکہ تصوراتی اصول کے پابند ہوتے ہیں۔ یہ استعارے منظّم ہیں کیونکہ ماخذ (سورس) ڈومین کی ساخت اور ہدف (ٹارگٹ) ڈومین کی ساخت کے درمیان ایک متعین منطقی تعلق ہوتا ہے۔ہم عام طور پر ان چیزوں کو عام فہم بنا کر اسے تسلیم

کرتے ہیں۔

1997 میں جوزف گریڈی نے لیکاف اور جانسن کے فلسفیانہ اساس پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ لیکاف اور جانسن نے جس استعاراتی نظام کی تصویر کشی کی ہے وہ مجسم ہے، یہ تجریدی معنی سینسری موٹر (sensorymotor) تجربے سے اخذ کیے جاتے ہیں اور انھیں "بنیادی استعارے،" بھی کہا جا سکتا ہے۔اس نے تجویز کیا کہ یہ ان تجربات پر مبنی ہوتے ہیں جو جسمانی احساسات اور ذاتی فیصلوں کی دین ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر چھوٹے بچوں کے طور پر ہم اپنے والدین کے قریبی گلے ملنے کو اس جسمانی گرم جوشی کے ساتھ جوڑتے ہیں جو اس سے پیدا ہوتی ہے اور بنیادی استعارہ AFFECTION IS WARMTH ہے۔ہم گرمجوشی سے استقبال کرنے یا ساتھی کے ساتھ گرمجوشی سے تعلق رکھنے کی بات کر سکتے ہی (Köveses 2009)۔

کہوں کیا گرم جوشی مے کشی میں شعلہ رویاں کی
کہ شمع خانہ دل آتش مے سے فروزاں کی

مرزا غالب

گریڈی کا کہنا ہے کہ پیچیدہ استعارے ہر قسم کے بنیادی استعاروں کے مجموعے پر مشتمل ہوتے ہیں۔چونکہ بنیادی سینسری موٹر تجربات زیادہ تر تمام افراد کے لیے عام ہوتے ہیں، اس لیے بنیادی استعارے میں ایک طرح کی عالمگیریت پائی جاتی ہے۔جب کہ پیچیدہ استعارے، جو ثقافتی جسم کی تہوں سے نکلتے ہیں آہستہ آہستہ بنیادی ارتباط میں شامل ہوتے ہیں، مختلف زبانوں کے بولنے والوں، مختلف نسلی روایات کے پیروکاروں اور مختلف سماجی شعبوں کے ارکان کے درمیان منطقی ربط کا

فقدان ہوتا ہے۔ (لیکاف،1992،206)۔کوگنیٹو ماہرنفسیات رے گبز پہلے اور سب سے زیادہ بااثر ماہرلسانیات میں سے ایک ہیں جنہوں نے صرف لسانی تجزیے کی بنیاد پر تجربے کے ذریعے تصوراتی استعاروں کے وجود کے بارے میں دعووں کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ ایسے ہی ایک تجربے میں، بعض افراد کو غصہ افزا مختصر کہانیاں پڑھنے کو دی گئیں (مثال کے طور پر، کسی نے احمد کی نئی کار ادھار لی اور اس میں ڈینٹ لگا کر واپس کر دی)۔ یہ کہانیاں تصوراتی استعارے پر مبنی اظہار کے ساتھ ختم ہوئیں تا کہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ غصہ ایک کنٹینر (container) میں گرم پانی جیسا ہے۔ گویا یہاں نقش کاری (mapping) غصہ بطور ماخذ ڈومین اور جسمانی کنٹینر بطور ہدف ڈومین کے درمیان ہوتا ہے۔ گویا غصہ ایک کنٹینر میں ایک گرم سیال جیسا ہے۔

مت غصہ کے شعلے سوں جلتے کوں جلاتی جا
ٹک مہر کے پانی سوں تو آگ بجھاتی جا
ولی محمد ولی

اسی طرح اگر ہماری ثقافت میں ماخذ کا تصور "موت" ہے، تو مشترکہ ہدف کی منزل "چھوڑنا یا روانگی" ہے۔

رہیے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زبان کوئی نہ ہو

چونکہ تصوراتی استعارے اجتماعی ثقافتی تفہیم سے اخذ کیے جاتے ہیں، اس لیے وہ آخر کار لسانی روایت (کنونشن) بن جاتے ہیں۔ یہ فلسفہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ بہت سارے الفاظ اور محاوراتی تاثرات کیوں قبول شدہ تصوراتی

استعاروں کو سمجھنے پر منحصر ہوتے ہیں۔ جو رابطے ہم بناتے ہیں وہ بڑی حد تک لاشعوری ہوتے ہیں۔ وہ تقریباً خودکار سوچ کے عمل کا حصہ ہیں۔ اگرچہ بعض اوقات، جب استعارے کو ذہن میں لانے والے حالات غیر متوقع یا غیر معمولی ہوتے ہیں، تب بھی جو استعارہ پیدا ہوتا ہے وہ عام سے زیادہ ہوسکتا ہے۔ کوگنیٹو ماہر لسانیات جارج لیکاف اور مارک جانسن نے تصوراتی استعاروں کی تین اوورلیپنگ درجات کی نشاندہی کی ہے:

اورینٹیشنل استعارے : اورینٹیشنل استعارہ وہ استعارہ ہے جس میں مقامی تعلقات شامل ہوتے ہیں، جیسے اوپر/ نیچے، اندر/ باہر، آن/آف، یا آگے/ پیچھے۔

اونٹولوجیکل استعارے : اونٹولوجیکل استعارہ وہ استعارہ ہے جس میں کچھ ٹھوس چیز کو تجریدی چیز پر پیش کیا جاتا ہے۔

ساختی استعارہ : ساختی استعارہ ایک ایسا استعاراتی نظام ہے جس میں ایک پیچیدہ تصور (عام طور پر تجریدی) کو کسی دوسرے (عام طور پر زیادہ ٹھوس) تصور کے لحاظ سے پیش کیا جاتا ہے۔

تصوراتی استعارہ کی یہ تعریف تصوراتی استعاروں کو ایک عمل (پروسیس) اور حصول (پروڈکٹ) کے طور پر پیش کرتی ہے۔ حلقہ اثر (ڈومین) کو سمجھنے کا علمی عمل استعارے کا عمل کا پہلو ہے، جب کہ نتیجہ خیز تصوراتی پیٹرن حصول (پروڈکٹ) کا پہلو ہے۔ ایک ڈومین کو دوسرے کے لحاظ سے سمجھنے کے لیے ماخذ (سورس) اور ہدف (ٹارگٹ) ڈومینز کے درمیان متعلقہ پوائنٹس کے پہلے سے طے شدہ سیٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان سیٹوں کو "میپنگ" یا نقشہ سازی کے نام سے جانا جاتا

ہے۔کوگنیٹو لسانیات میں،نقشہ سازی اس بات کی بنیادی سمجھ پیدا کرتی ہے کہ آپ پوائنٹ A (ماخذ) سے پوائنٹ B (ہدف) تک کیسے پہنچے۔اس سفر میں آگے بڑھنے والا ہر ایک نقطہ اور حرکت بالآخر تلاش معنی میں معاون ثابت ہوتا ہے۔دو تصوراتی حلقہ اثر (ڈومینز) کے درمیان منظّم نقشہ سازی معنی تک رسائی کا ذریعہ ہے۔گویا تصوراتی استعارہ "ایک ڈومین کو دوسرے کے لحاظ سے سمجھنے" کا عمل ہے۔اس عمل میں میپنگ یا نقشہ سازی کا کلیدی رول ہوتا ہے جس میں ماخذ حلقہ اثر یا ڈومین کا موازنہ ہدف ڈومین کے ساتھ کیا جاتا ہے۔مثلاً "غصہ آگ ہے"۔اس سے پہلے کہ میں اس استعارے کو تشکیل دینے والی منظّم تصوراتی نقشہ جات فراہم کروں، آیئے کچھ لسانی استعارے دیکھیں، جیسا کہ لغوی طریقہ سے اخذ کیا گیا ہے، جو کہ تصوراتی استعارے کو ظاہر کرتے ہیں:

اس کے کان غصے سے لال ہو گئے۔

وہ غصے سے جل رہی تھی۔

وہ غصے میں آگ اگل رہا تھا۔

اس واقعے نے لوگوں کو غصے سے بھڑکا دیا۔

اردو شاعری کا ایک استعارہ آگ ہے۔بعض افراد کا خیال ہے کہ زندگی کا سفر آگ میں چھلانگ لگانے کی طرح ہے۔جب عام انسان آگ میں چھلانگ لگاتا ہے تو وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے جب ایک صوفی آگ میں چھلانگ لگاتا ہے تو وہ آگ گلستان بن جاتی ہے۔عام آدمی جل جاتا ہے صوفی کندن بن جاتا ہے۔رومی کہتے ہیں:

محبت ایک شعلہ ہے

جب بھڑکتا ہے
سب کچھ جل جاتا ہے
خدا باقی رہ جاتا ہے
کبیر داس کہتے ہیں
سچ کی تلاش
آگ میں جلنا ہے
اگر تم اس کی تلاش میں سچے نہیں
تو جل جاوگے
سچے ہو تو
کندن بن جاؤ گے۔

کسی ڈومین میں عناصر کے استعاراتی طور پر استعمال کیے گئے سیٹ کو دیکھتے ہوئے، ہم ان عناصر کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں، اور اس اضافی علم کو ہدف پر بھی نقشہ کاری (mapping) کر سکتے ہیں۔ اس اضافی قسم کے ماخذ ڈومین کے علم کو اکثر "استعاراتی قیاس" یا "استعاراتی انٹیلمنٹ" کہا جاتا ہے۔ ایک استعاراتی قیاس منطقی ذرائع سے ٹارگٹ ڈومین (ہدف تصور) کو سورس ڈومین (استعاراتی تصویر) کی خصوصیت فراہم کرنا ہے۔

استعاراتی استعارہ "ایک دلیل ایک راستے کی وضاحت کرتی ہے" اس بنیاد سے ماخوذ ہے کہ "ایک سفر راستے کی وضاحت کرتا ہے" اور استعارہ کے طور پر سفر، جس کے تحت "دلیل ایک سفر ہے" اور جس کا اظہار مندرجہ ذیل جملوں میں ہوتا ہے:

آپ اپنی دلیل سے بھٹک گئے۔

کیا آپ میری دلیل کی پیروی کرتے ہیں؟

میں کھو گیا ہوں۔

مثال کے طور پر، غصے اور آگ کے استعارے کے ساتھ ''بجھانے'' کی اضافی معنویت شامل کی جا سکتی ہے اور ہم ایسے جملے تخلیق کر سکتے ہیں کہ "اس نے بدلہ لے کر اپنا غصہ بجھالیا''۔''غصہ بجھانے کو''ایک استعاراتی استعارہ کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے،غصہ کو آگ کا استعارہ دیا جا سکتا ہے۔اگر غصے کو استعاراتی طور پر آگ کے طور پر دیکھا جاتا ہے،تو ہم غصے کی آگ کے اپنے مزید علم سے استفادہ کر سکتے ہیں۔یعنی،آگ کو بجھایا جا سکتا ہے۔اسی طرح جب ڈیوڈورنٹ کے لیے اشتہارات ''چوبیس گھنٹے تحفظ" کا وعدہ کرتے ہیں،تو وہ ہمیں کسی دشمن کے خلاف لڑائی یا جنگ میں اپنے مددگار یا اتحادی کے طور پر دیکھتے ہیں۔دشمن ہمارے اپنے جسم کی بدبو کے علاوہ کوئی نہیں۔لہذا اگر ہم نے اپنے جسم کی بدبو کو پہلے اپنے دشمن کے طور پر نہیں سوچا تھا،یعنی کسی ایسی چیز کے طور پر جس سے ہمیں تحفظ فراہم کرنا ہے،تو اشتہارات آسانی سے ہمیں اسے اس طرح دیکھنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔اس طریقے سے،اشتہارات اور کہیں اور استعمال کیے جانے والے استعارے ہمارے لیے نئ حقیقتیں تخلیق کرتے ہیں۔اس طرح کی حقیقتیں بلاشبہ استعاراتی طور پر بیان کی جاتی ہیں۔لیکن یہ انہیں ہمارے جینے کے طریقے کے لیے غیر اہم نہیں بناتیں۔اگر ہم اپنے جسم کی بدبو کے بارے میں سوچتے ہیں کہ ہمیں اس سے محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے اور اس کے نتیجے میں دشمن پر قابو پانے کے لیے ایک ڈیوڈورنٹ خریدنا ہے،تو ہم واضح طور پر سوچ رہے ہیں اور اس پر عمل کر رہے ہیں۔ ادراکی استعارہ تھیوری CMT ادراکی

استعاروں کو بڑھانے کے اس طرح کے معاملات کی ایک خوبصورت وضاحت فراہم کرتا ہے۔

اس موقع پر ایک اہم سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ کیا ہر چیز کو ایک ڈومین سے دوسرے میں میپ کیا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ ایک خاص ادرا کی استعارہ کے پیش نظر، بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنہیں ماخذ سے ہدف تک نقشہ نہیں بنایا جا سکتا، یا اس کی نقشہ کاری نہیں کی جا سکتی۔ مثال کے طور پر، یہ بتاتے ہوئے کہ نظریہ عمارتیں ہیں نظریہ اور عمارت کے درمیان منطقی ربط نہیں قائم کیا جا سکتا۔ اس کی کئی وضاحتیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک لیکاف (1990) کے ذریعہ تیار کردہ "انواریئنس مفروضہ" ہے۔ یہ تجویز کرتا ہے کہ ماخذ سے ہر اس چیز کو اس ہدف پر نقشہ بنایا جا سکتا ہے جو ہدف کی تصویری ساخت کے ساتھ متصادم نہیں ہے۔ دوسری جانب گریڈی (1997) کی طرف سے یہ تجویز کیا گیا کہ ماخذ ڈومین کے ان حصوں کا نقشہ بنایا جا سکتا ہے جو "پرائمری استعاروں" پر مبنی ہیں ("پرائمری میٹافورس"،)۔ آخر میں، Kövecses نے تجویز پیش کی کہ ماخذ ادرا کی مواد کا نقشہ بناتا ہے جو اس کے بنیادی معنی فوکس یا فوکس سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ نوٹ کرنا چاہیے کہ آسانی سے قابل رسائی ڈومینز کے لحاظ سے زیادہ آسانی سے قابل رسائی ڈومینز بہتر ہوتے ہیں۔ غور کریں کہ سفر کو استعاراتی طور پر زندگی، غصے کے طور پر آگ، یا عمارتوں کو تھیوری کے طور پر تصور کرنے کی کوشش کتنی عجیب اور غیر فہم ہوگی۔ ہمیں سفر، آگ، یا تعمیر کو مددگار یا ظاہر کرنے کا یہ طریقہ نہیں ملے گا، کیونکہ ہم ان کے بارے میں زندگی، غصہ، یا جیسے تصورات کے بارے میں بہت زیادہ جانتے ہیں۔ اس کا یہ کہنا ہے کہ تصور کی معکوس سمت کبھی نہیں ہوتی۔ یہ ہو سکتا ہے، لیکن جب ایسا ہوتا ہے، تو اس میں ہمیشہ کچھ خاص

شاعرانہ، اسلوبیاتی، جمالیاتی، اوراسی طرح، مقصد یا اثر شامل ہوتا ہے۔ استعاراتی تصور کی پہلے سے طے شدہ سمت زیادہ ٹھوس سے کم ٹھوس تک کا اطلاق روزمرہ اور غیر نشان زدہ صورتوں پر ہوتا ہے۔ استعارہ بنیادی طور پر سوچ میں ہوتا ہے ادراکی استعاراتی نظریہ (CMT) کے مطابق، استعارہ نہ صرف زبان میں ہوتا ہے بلکہ حقیقتاً سوچ میں ہوتا ہے۔ ہم استعارے کا استعمال نہ صرف دنیا کے بعض پہلوؤں کے بارے میں بات کرنے کے لیے کرتے ہیں بلکہ ان کے بارے میں سوچنے کے لیے بھی۔ جیسا کہ ہم نے اوپر دیکھا، سی ایم ٹی لسانی استعاروں کے درمیان فرق بناتا ہے، یعنی، لسانی تاثرات استعاراتی طور پر استعمال کیے جاتے ہیں،

غم ہستی کا اسدکس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہوتے تک

شاعر خود سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے اسد زندگی کے غموں کا موت کے سوا دوسرا کوئی علاج نہیں ہے کہ جب تک زندگی ہے غم رہے گا اور موت کے ساتھ ہی یہ ختم ہوگا۔ دیکھو کہ محفل غم ہو یا بزم نشاط، شمع کو ہر صورت صبح تک جلنا ہی پڑتا ہے۔ جب تک صبح نہیں ہوتی اور اسے بجھا نہیں دیا جاتا یعنی ختم نہیں کر دیا جاتا اسے جلنا پڑتا ہے۔

یعنی محفل میں کیسا ہی رنگ ونشاط ہو مگر شمع کے جلنے کا اُس سے کچھ علاج نہیں ہوسکتا، اس کا بجھنا ہی 'مردن' اُس کے جلنے کا علاج ہے۔

اب یہ غالب کی تخیل کی پرواز ہے کہ غالب نے سحر کو موت کے استعارے کے طور پر کچھ یوں پیش کیا ہے کہ ایک خاص شاعرانہ، اسلوبیاتی، جمالیاتی رنگ پیدا ہوگیا ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات:

1 Johnson, Mark (1987) *The Body in the Mind*. Chicago: University of Chicago Press.

2 Lakoff, George & Mark Johnson (1999) *Philosophy in the Flesh*. New York: Basic Books.

3 Lakoff, George (1995) *Moral Politics*. Chicago: University of Chicago Press. (2nd ed. 2001)

4 Lakoff, George & Mark Turner (1989) *More than Cool Reason: A Field Guide to Poetic Metaphor*. Chicago: University of Chicago Press.

5 Lakoff, George (1987) *Women, Fire and Dangerous Things.* Chicago: University of Chicago Press.

6 Lakoff, George & Mark Johnson (1980) *Metaphors We Live By*. Chicago: University of Chicago Press.

7 Dahl, Christoph D. & Adachi, Ikuma (2013) *Conceptual Metaphorical Mapping in Chimpanzees* (Pan troglodytes),